مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، مہر فاطمی کتنا تھا نیز مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات بھی تسلی بخش دیں۔(س۱) بغیر حق مہر کے نکاح ہو جاتا ہے یا مہر نکاح کیلئے شرط ہے؟

(س۲) بیوی کے حق مہر معاف کرنے سے شوہر کے ذمہ سے معاف اور ساقط ہو جاتا ہے یا شوہر کے ذمہ میں باقی رہتا ہے؟

(س۳) اگر کوئی مہر مؤجل مقرر کرے اور اس کی مدت متعین نہ کی گئی ہو تو ایسے حق مہر کی مدت میاں بیوی کی جدائی ہے، خواہ موت کے سبب ہو یا طلاق کے ذریعہ۔ اگر فرقت موت کے ذریعہ ہو تو آدمی مہر کس طرح ادا کرے گا اور کس کو ادا کرے گا، جبکہ لڑکی کو تو اس کا حق ملا نہیں اور اسصورت میں کیا شوہر گناہگار ہو گا؟

الجامعة الاشرفية
دار الافتاء
شارع فیروز پور لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجَوَابُ حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

واضح رہے کہ مہر فاطمی کی مقدار صحیح اور راجح قول کے مطابق موجودہ گراموں کے اعتبار سے ڈیڑھ کلو ۳۰ر گرام ۹۰۰ر ملی گرام چاندی ہے۔(ایضاح المسائل ۱۰۳)

جبکہ تولہ کے حساب سے ۱۳۱ر تولہ ۳ر ماشہ چاندی ہے(جواہر الفقہ ۱/۴۲۴)

(ج۱) اگر نکاح کے وقت نہ مہر کا ذکر کیا گیا اور نہ ہی مہر مقرر کیا گیا تو بھی نکاح درست ہو جاتا ہے، البتہ نکاح کے بعد مہر مثل ادا کرنا واجب ہے۔

(ج۲) مہر عورت کا حق ہے اگر وہ بغیر کسی جبر کے دل سے شوہر کو معاف کر دے تو شوہر کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔

(ج۳) وہ مہر مؤجل کہ جس میں مدت مقرر نہیں کی گئی تو اس کی حد میاں بیوی میں علیحدگی ہے، علیحدگی یا تو طلاق سے ہوگی یا موت سے، موت کے سبب علیحدگی میں شوہر پر لازم ہے کہ وہ

عورت کے ترکہ میں مہر کی رقم شامل کر دے، پھر جب ترکہ تقسیم ہوگا تو دیگر ورثاء کی طرح شوہر کو بھی وراثت میں اس کے شرعی حصے (نصف یا ربع) کے تناسب سے حصہ ملے گا۔ اس صورت میں شوہر ظالم نہ ہوگا اور اگر فرقت کا سبب شوہر کی موت ہے، تو اگر اس نے اتنا مال ترکہ میں چھوڑا ہے کہ جس سے مہر ادا کیا جاسکے تو شوہر کے ورثاء پر لازم ہے کہ ترکہ کی تقسیم سے پہلے وہ عورت کو مہر ادا کریں اور اگر شوہر نے اتنا مال نہیں چھوڑا کہ جس سے مہر ادا ہوسکے تو شوہر پر مہر ادا نہ کرنے کا گناہ ہوگا۔

۱. عن محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من كشف خمار امرأة ونظر إليها فقد وجب الصداق الخ۔
(سنن الدار قطني ۳۔۲۱۳ رقم: ۳۷۸۰)
إن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كلها۔ (شامي / مطلب في دعوى الأب أن الجهاز عارية ۳۔۱۵۸ كراجي)
۲. لمافى الهندية (۱/۳۲۱) : وأما إذا علم أنها ماتت أولا فيسـقط منه نصـيب الزوج كذا في فتح القدير ... ولو أبرأت زوجها من مهرها أو وهبته إياه ثم ماتت بعد مدة فقالت الورثة أبرأته في مرض موتها وأنكر الزوج فالقول قوله كذا في التبيين۔
۳. وفى الدرالمختار (۳/۱۱۳) كتاب النكاح: (وصح حطها) لكله أو بعضـه (عنه) قبل أو لا وفى الرد تحته:مطلب في حط المهر والابراء منه قوله (وصح حطها) الحط الإسقاط كما في المغرب وقيد بحطها لأن حط أبيها غير صحيح ... ولو اختلف مع ورثتها فالقول للزوج أنه كان في الصحة لأنه ينكر المهر خلاصة ولو وهبته في مرضها فمات قبلها فلا دعوى لها بل لورثتها بعد موتها وتمام الفروع في البحر ۔
وفى الدرالمختار (۳/۱۵۰) :(وموت أحدهما كحياتهما في الحكم) أصـلا وقدرا لعدم سـقوطه بموت أحدهما (وبعد موتهما ففي القدر القول لورثته)۔والله تعالىٰ اعلم بالصواب

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۸/جمادی الاول/۱۴۴۴ھ

13/دسمبر/2022ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۴ھ

الجامعۃ الاشرفیۃ دار الافتاء

رقم الافتاء: 93/149

التاریخ: 13-12-2022